بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ولکل امۃ جعلنا منسکا۔ (القرآن)

"اور ہم نے ہر امت کے لیے قربانی کا طریق مقرر کر دیا ہے"

فلسفۂ

عیدِ قرباں

قربانی اور عید کے تمام مسائل و احکام پر مکمل، مدلل، جامع اور باحوالہ کتاب

ترتیب و تدوین

پروفیسر حافظ محمد فاروق
ایم ایس سی ۔ بی ایڈ
ایم پی آئی ایس ۔ ایم سی ایس پی

قرآن سنٹر
۳۶۔ پونچھ روڈ
اسلامیہ پارک لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد اپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com
www.KitaboSunnat.com

تکبیرات

﴿ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ﴾

اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے۔ (دار قطنی)

﴿ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ﴾

اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے بہت ہی بڑا ہے اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے۔ (فتح الباری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا (القرآن)

"اور ہم نے ہر امت کے لیے قربانی کا طریق مقرر کر دیا ہے"

فلسفۂ عیدِ قرباں

قربانی اور عید کے تمام مسائل و احکام پر مکمل مدلل جامع اور باحوالہ کتاب

ترتیب و تدوین

پروفیسر حافظ محمد فاروق
ایم ایس سی - بی ...
ایم پی آئی سی - ایم سی ای ...

قرآن سنٹر
۳۶ - پونچھ روڈ
اسلامیہ پارک لاہور

❊ آئینہ کتاب ❊

٭حرفِ آغاز٭

کئی سال پیشتر راقم الحروف کا ایک مضمون بعنوان "جانور کی قربانی سے اپنی قربانی تک" نوائے وقت کے عید ایڈیشن کی زینت بنا۔ بعض ہفت روزوں میں اس سے ملتے جلتے عنوانات پر مضامین لکھے۔ پچھلے سال رمضان المبارک کے حوالے سے "نیکیوں کا موسم بہار" نامی کتاب ترتیب دی جو ہزاروں کی تعداد میں زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر عوام میں مقبولیت کا شرف حاصل کر چکی ہے۔ اس کے بعد ذیقعد کے مہینے میں امتحاناتِ خلیل اور فضائل و مسائلِ قربانی وعید پر جامع مسجد رحمانیہ میں کئی خطبے دیئے جو کہ کتاب ہذا کی ترتیب و تدوین کا باعث بنے۔ اس پر اللہ کا جس قدر بھی شکر ادا کروں کم ہے کہ اس نے مجھ جیسے کم علم اور ناتجربہ کار کو اس کار خیر کی تکمیل کی سعادت اور توفیق عطا فرمائی۔ کیونکہ وما توفیقی الا باللہ۔ سب کچھ اللہ کی توفیق سے ہی ممکن ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذَالِکَ۔

اس کتاب میں قرآن و حدیث کے آئینے میں قربانی کا لغوی و اصطلاحی مفہوم، قربانی کا تاریخی پسِ منظر، قربانی کی ابتداء، منکرینِ قربانی کے اعتراضات کا جواب، امتحاناتِ خلیل، اسماعیل کے آدابِ فرزندی اور عشرہ ذوالحجہ کے فضائل کے علاوہ قربانی و عید کے بارے میں پیش آنے والے تمام مسائل اور متعلقات کو مدلّل انداز میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

معزز قارئین! اس کتاب میں آپ جو محاسن اور خوبیاں محسوس فرمائیں

وہ محض خالق و مالکِ ارض و سما کا لطف و کرم اور انعام و احسان ہے اور جو خامیاں نظر آئیں وہ میری علمی بے بضاعتی اور فنِّ تالیف سے عدم واقفیت کی وجہ سے ہیں۔ اصلاح طلب امور میں آپ کے قیمتی مشوروں اور تجاویز کو قبول کرکے آئندہ ایڈیشن میں تصحیح کی ہر ممکن کوشش کی جائے گی۔

"جو لوگوں کو شکر نہیں کرتا وہ اللہ کا شکر بھی بجا نہیں لاتا۔" کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے میں اپنے استادِ محترم پروفیسر حافظ ثناء اللہ خان صاحب کا بے حد ممنون ہوں کہ انہوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات سے وقت نکال کر "قربِ الٰہی کا حصول اور قربانی" کے عنوان سے خوبصورت دیباچہ تحریر فرمایا۔ اپنے محترم دوست پروفیسر حافظ عبدالستار حامد صاحب (مصنّف خطبات سورہ یوسف، مریم، کہف، یٰسین) کا شکرگزار ہوں جنہوں نے "تعارف" کے عنوان سے کتاب کے بارے میں اپنے تاثرات قلمبند فرمائے اور جن کی رہنمائی اور حوصلہ افزائی میرے اندر تحریری ذوق جاگزیں کرنے کا باعث بنی۔ محترم پروفیسر محمد مزمل احسن شیخ صاحب کا بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے اپنی مصروفیات کے باوجود میری اس کاوش کا از اول تا آخر مطالعہ فرمایا نیز مفید آراء اور صائب مشورہ جات سے نوازا اور مسودے کی اصلاح فرمائی۔

نگران مدرسہ رحمانیہ ملک عبدالقیوم صاحب کی کوششیں قابلِ ستائش اور لائقِ تحسین ہیں جنہوں نے کتاب کی طباعت تک کے تمام مراحل کی تکمیل تک ساتھ دیا اور اپنے تجربے سے مستفید فرمایا۔ اللہ احکم الحاکمین سب کو جزا عطا فرمائے، آمین۔

اللہ ارحم الراحمین کے حضور درد دل سے دعا ہے کہ وہ میری اس حقیر کاوش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے' ریا کاری سے بچائے اور اسے لوگوں کے لئے نفع مند اور ہدایت کا ذریعہ بنائے اور میرے لئے' میرے والدین' اہل و عیال' بہن بھائیوں' اساتذہ کرام اور معاونین کے لئے آخرت کا سامان بنائے' آمین یا رب العالمین۔

دعاؤں کا طالب
حافظ محمد فاروق
لیکچرار
خطیب جامع مسجد رحمانیہ
اسلامیہ پارک' پونچھ روڈ' لاہور

مورخہ 11 شوال المکرم 1419ھ
بمطابق 29 جنوری 1999ء

❊قربِ الٰہی کا حصول اور قربانی❊

حامدا و مصلیا

اللہ رب العزت کا قرب حاصل کرنا ہی جن و انس کا مقصود ہے۔ (وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ○ (الذاریت/56) مختلف مواقع پر اس کی مختلف صورتیں سامنے آتی ہیں۔ کبھی لسانی جنبش، کبھی جسمانی حرکات و سکنات، کبھی خورد و نوش اور خواہشات نفسانی سے کنارہ کشی اور کبھی مال و دولت نچھاور کر کے یہ گوہرِ نایاب تلاش کیا جاتا ہے۔

عیدالاضحیٰ کے موقع پر جانوروں کی قربانی بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ ویسے تو ہر قوم اور امت کے لئے قربانی کا حکم تھا۔ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا۔ (الحج/34) مگر اس کا باقاعدہ مشروع ہونا سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ نبوت سے ملتا ہے جیسا کہ صحابہ کرام کے اِس استفسار سے مترشح ہوتا ہے۔ (مَا هٰذِهِ الْاَضَاحِيُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰذِهِ سُنَّةُ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ) پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ یہ قربانیوں کا کیا معاملہ ہے؟ تو فرمایا یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔

قربانی کے جانور کے ہر ہر بال کے عوض ایک ایک نیکی عطا ہوتی ہے۔ ذرا

کوئی کسی جانور کے بال گن کر تو دکھائے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔ امت مسلمہ پر جہاں اللہ کریم کے اور ان گنت انعامات و احسانات ہیں وہاں قربانی کے لئے اپنے ذبح کئے ہوئے جانور کا گوشت کھانے کی اجازت بھی ہے۔ جب کہ سابقہ امتیں جانور ذبح کر کے چھوڑ دیتی تھیں۔ نہ صرف انکے لئے اس کا کھانا حرام تھا بلکہ آسمان سے آگ کا ایک شعلہ آتا جس کی قربانی مقبول ہوتی اسے جلا کر راکھ کر دیتا اور نامقبول قربانی گلتی سڑتی اور تعفن چھوڑتی رہتی، جس سے اس کا پیش کرنے والا بھی سب کے سامنے ذلیل و خوار ہو جاتا۔ اسی لئے قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

(إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ) (المائدہ/27) یعنی اللہ تعالیٰ (قربانی) صرف متقیوں سے قبول فرماتے ہیں۔ تو یوں بندے کے تقویٰ کا بھرم بھی کھل جاتا۔

قیامت کے ہولناک دن میں قربانی کے یہی جانور جہنم کو عبور کرتے وقت سواری کا کام دیں گے جیسا کہ ارشادِ رسول ﷺ ہے۔ (سَمِّنُوْا ضَحَايَاكُمْ عَلَى الصِّرَاطِ مَطَايَاكُمْ) اپنی قربانی کے جانوروں کو خوب موٹا تازہ کیا کرو، یہ پل صراط پر تمہاری سواریاں ہوں گے۔ در حقیقت ایسے ہی مواقع پر بندے کی اپنے رب سے محبت پرکھی جاتی ہے کیونکہ قرآن مجید میں مومن کی یہی شان بیان ہوئی ہے۔

(وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ) (البقرہ/165) ایمان والوں کو سب سے زیادہ محبت اللہ تعالیٰ سے ہوتی ہے۔

زیر نظر کتابچہ میں مولف نے کتاب و سنت کے حوالہ جات سے مزین بڑے دلکش اور سادہ انداز میں یہی بات ذہن نشین کرانے کی کوشش کی ہے۔ اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ عزیزم پروفیسر حافظ محمد فاروق کی اس سعی کو شرف قبولیت سے نوازے اور ہم سب کو جب تک زندہ رکھے مسلمان بنا کے رکھے اور جب اپنے پاس بلائے تو ہم ایمان کی دولت سے مالا مال ہوں۔ آمین

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَ تُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

احقر

پروفیسر حافظ ثناء اللہ خان

گورنمنٹ کالج لاہور

7 شوال المکرم 1419ھ

بمطابق 25 جنوری 1999ء

تعارف

محترم پروفیسر حافظ محمد فاروق صاحب خطیب جامع مسجد رحمانیہ اہلحدیث' اسلامیہ پارک' پونچھ روڈ' لاہور جماعت کے ابھرتے ہوئے نوجوان خطیب و ادیب ہیں۔ اللہ رب العزت نے انہیں تحریر و تقریر کی بہترین صلاحیتوں سے نواز رکھا ہے۔ وہ حالات و ماحول کے مطابق مضامین لکھتے اور مختلف رسائل و جرائد میں چھپواتے رہتے ہیں۔ قبل ازیں وہ چشمہ رحمت' تیرہ سورہ شریفہ اور نیکیوں کا موسم بہار نامی کتب ترتیب دے کر قارئین سے دادِ تحسین وصول کر چکے ہیں۔

حافظ صاحب موصوف کا زیرِ نظر مقالہ اسلام کی ایک اہم عبادت "قربانی" کے فضائل' مسائل' اہمیت' تاریخ اور افادیت پر مشتمل ہے۔ انہوں نے قربانی اور فلسفہ قربانی کے تمام متعلقات پر قرآن و سنت کی روشنی میں بحث کی ہے اور انتہائی ایجاز و اختصار کے باوجود موضوع کا حق ادا کیا ہے اور کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا۔ ان کے اس مضمون کو پڑھ کر دل سے بے ساختہ دعا نکلتی ہے کہ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ یعنی "اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ"

میری دلی دعا ہے کہ اللہ رب العالمین پروفیسر حافظ محمد فاروق صاحب کی اس محنتِ شاقہ کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور ان کی خدماتِ جلیلہ کو دنیا اور آخرت کی کامیابی اور عزت و سرخروئی کا ذریعہ بنائے' آمین۔

راقم

عبدالستار حامد - وزیر آباد

10 جنوری 1999ء

قربانی

لغوی مفہوم

لفظ قربانی عربی زبان سے لیا گیا ہے اور "قَرُبَ یَقْرُبُ قُرْبَانًا" سے مشتق ہے جس سے مراد ہر وہ چیز جو انسان اللہ کے حضور اللہ کا قرب اور نزدیکی حاصل کرنے کے لئے پیش کرے۔ بالفاظ دیگر ہر وہ چیز اور نیک عمل جس سے اللہ کی قرب جوئی کی جائے' جسے اللہ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا جائے اور جس کے ذریعے اللہ کی رحمت سے قریب ہونے کا مقصد حاصل کیا جائے خواہ وہ نذر و نیاز ہو' عام صدقہ خیرات ہو یا ذبیحہ جانور ہو' قربانی کہلاتا ہے۔ (المنجد' لسان العرب' مفردات القرآن)

لفظِ قربانی قرآن میں

قرآن مجید فرقان حمید میں قربانی کا لفظ تین مقامات پر آیا ہے۔

1- یہودیوں کی بات کی تکذیب کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ کہتے تھے :

إِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ إِلَيْنَآ أَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَأْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَأْكُلُهُ النَّارُ ۚ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ (آل عمران/183) "بے شک اللہ نے ہمیں حکم دیا کہ کسی رسول کو تسلیم نہ کریں جب تک وہ ہمارے سامنے ایسی قربانی پیش نہ کرے جسے آگ کھالے' ان سے کہو تمہارے پاس مجھ سے پہلے بہت سے رسول آ چکے ہیں جو بہت سی روشن نشانیاں لائے تھے اور وہ نشانی

بھی لائے تھے جس کا تم ذکر کرتے ہو' پھر اگر تم سچے ہو تو ان رسولوں کو تم نے کیوں قتل کیا؟"

2- آدم علیہ السلام کے بیٹوں ہابیل اور قابیل کی قربانی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا : اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ (المائدہ/27) "جب ان دونوں نے (قربانی کا) ایک نذرانہ پیش کیا تو ان میں سے ایک کی نذر تو قبول ہو گئی اور دوسرے کی مقبول نہ ہوئی۔"

3- معبودان باطلہ کی تردید کرتے ہوئے فرمایا :

فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً (الاحقاف/28) "پس قرب الٰہی حاصل کرنے کے لئے انہوں نے اللہ کے سوا جن جن کو اپنا معبود بنا رکھا تھا انہوں نے ان کی مدد کیوں نہ کی؟"

پہلی دونوں آیات میں جانور کا ذبیحہ مراد ہے جب کہ تیسری آیت میں ذریعہ تقرب مراد ہے۔

اصطلاحی مفہوم

مناسک اسلام میں قربانی کا لفظ اس جانور پر بولا جاتا ہے جو ذوالحجہ کے مہینے میں عیدالاضحیٰ کی نماز پڑھنے کے بعد قربانی کے دنوں (ایام تشریق) میں ذبح کیا جاتا ہے۔

❄ قربانی کے لئے قرآن میں دیگر الفاظ ❄

قرآن حکیم کی آٹھ سورتوں اور تقریباً" چالیس آیات میں قربانی کے مضامین بیان کئے گئے ہیں۔ قربانی کے لئے قرآن حکیم میں سات الفاظ آئے ہیں۔ لفظ قربان کی تفصیل آپ پڑھ چکے ہیں باقی چھ الفاظ مندرجہ ذیل ہیں۔

○ هَدْی:

وَلَا تَحْلِقُوْا رُؤُسَكُمْ حَتّٰی يَبْلُغَ الْهَدْیُ مَحِلَّهٗ "اور اپنے سر نہ منڈاؤ یہاں تک کہ قربانی اپنی جگہ پہنچ جائے۔" (البقرہ/196)

○ نُسُک:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْيَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ "فرما دیجئے بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کے لئے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔" (الانعام/162)

○ مَنْسَكًا:

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰی مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ اور ہم نے ہر امت کے لئے قربانی مقرر کی تاکہ وہ اللہ کا نام لیں (ذبح کرتے وقت) ان مویشیوں اور چوپائیوں پر جو ہم نے انہیں دیئے۔ (الحج/34)

○ بُدْن:

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا

اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ "اور قربانی کے اونٹ ہم نے تمہارے لئے شعائر اللہ (اللہ کی نشانیاں) مقرر کئے' تمہارے لئے ان میں بھلائی ہے۔ پس اللہ کا نام لو (ذبح کرتے وقت) ان پر' قطار باندھ کر' پھر جب ان کے پہلو (زمین پر گر جائیں (ذبح ہو جائیں) تو ان میں سے (خود بھی) کھاؤ اور کھلاؤ سوال نہ کرنے والوں اور سوال کرنے والوں کو۔ اسی طرح ہم نے انہیں تمہارے لئے مسخر (زیر فرمان) کیا ہے تا کہ تم شکر کرو۔" (الحج/36)

○ ذبح:

وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ "اور ہم نے اس کے عوض ایک بڑا ذبیحہ دے دیا۔" (صافات/107)

○ نحر:

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ "پس آپ ﷺ اپنے رب کے لئے نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔" (الکوثر/2)

❁ ❁ ❁ ❁ ❁

قربانی کا تاریخی پس منظر

قربانی ہر امت کے لئے

قرآن حکیم میں جس طرح روزے کے بارے میں کُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ "تم پر روزے فرض کئے گئے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے۔" (البقرہ/183) فرما کر امت مسلمہ کو نکتہ سمجھایا گیا کہ تم اس کام اور نیک عمل میں تنہا نہیں ہو بلکہ تم سے پہلے لوگوں پر بھی روزے فرض تھے۔ اسی طرح قربانی کے وجود کا ثبوت اور تصور بھی ہر مذہب میں پایا جاتا ہے۔ کیفیت و احکام کے اختلاف کے ساتھ اسلام سے پہلے کے مذاہب کے لوگ بھی اس کے قائل تھے۔

چنانچہ ربِّ ارض و سما کا ارشاد ہے :

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَارَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ (الحج/34)

"ہر امت کے لئے ہم نے قربانی کا ایک قاعدہ مقرر کر دیا ہے تا کہ لوگ ان جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اس نے ان کو دے رکھے ہیں۔" یعنی قربانی ہر امت کے لئے تھی۔

منکرینِ قربانی کا اعتراض

یہاں منکرین قربانی کے اس اعتراض کہ "قربانی صرف مکہ مکرمہ میں ہی

جائز ہے" کی بھی تردید ہوتی ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ تمام امتیں صرف مکہ میں یا عرب میں ہی آباد نہ تھیں بلکہ عرب کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی آباد تھیں اور ان تمام پر اللہ نے قربانی مقرر فرمائی۔ اس کے بعد یہ کہنا کہ مکہ مکرمہ کے علاوہ دوسری جگہ اس کا جواز ثابت نہیں بالکل لغو بات بلکہ کلام الٰہی کا صریح انکار ہے۔

قربانی کی ابتدا

ہابیل اور قابیل کی قربانی

قربانی کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں ہابیل اور قابیل سے ہوئی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ۝ (المائدہ/ 27)

"اور ذرا انہیں آدم کے دو بیٹوں کا قصہ بھی بے کم و کاست سنا دو۔ جب ان دونوں نے قربانی کی تو ان میں سے ایک کی قربانی قبول کی گئی اور دوسرے کی نہ کی گئی۔ اس نے کہا میں تجھے ضرور مار ڈالوں گا' اس نے جواب دیا اللہ تو متقیوں ہی سے (نذریں) قبول کرتا ہے۔"

یہ نذر یا قربانی کس لئے پیش کی گئی؟ اس کے بارے میں کوئی صحیح روایت نہیں البتہ مشہور یہ ہے کہ ابتداء میں حضرت آدم و حوا علیہما السلام کے ملاپ سے بیک وقت لڑکا اور لڑکی پیدا ہوتے تھے۔ دوسرے حمل سے

پھر لڑکا اور لڑکی پیدا ہوتے۔ ایک حمل کے بہن بھائی کا نکاح دوسرے حمل کے بہن بھائی سے کر دیا جاتا۔ ہابیل کے ساتھ پیدا ہونے والی بہن بدصورت تھی جب کہ قابیل کے ساتھ پیدا ہونے والی بہن خوبصورت تھی۔ اس وقت کے اصول کے مطابق ہابیل کا نکاح قابیل کی بہن کے ساتھ اور قابیل کا نکاح ہابیل کی بہن کے ساتھ ہونا تھا لیکن قابیل چاہتا تھا کہ ہابیل کی بہن کی بجائے اپنی ہی بہن سے جو خوبصورت تھی' نکاح کرے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اسے سمجھایا لیکن وہ نہ مانا۔ بالاخر حضرت آدم علیہ السلام نے انہیں بارگاہ الہٰی میں قربانیاں پیش کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ جس کی قربانی قبول ہو جائے' قابیل کی بہن کا نکاح اس کے ساتھ کر دیا جائے گا۔ ہابیل کی قربانی قبول ہو گئی یعنی آگ آسمان سے آئی اور اسے کھا گئی جو اس کے قبول ہونے کی دلیل تھی۔ (احسن البیان)

قبولیتِ قُربانی اور یہود

قربانی اور مقبول قربانی کو آسمان سے آگ کے اتر کر جلا دینے کے معنی و مفہوم کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت نے سید الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر کہا کہ ہم سے تورات میں عہد لیا گیا کہ جو مدعی رسالت ایسی قربانی نہ لائے جس کو آسمان سے آگ اتر کر کھا جائے اس پر ہم ہرگز ایمان نہ لائیں۔ اس پر سورہ اٰلِ عمران کی آیت نمبر 183 نازل ہوئی۔ (جس کو آپ صفحہ نمبر 14 پر پڑھ چکے ہیں)

قربانی کی مشروعیت

قربانی کی مشروعیت اگرچہ ابتدائے آفرینش کائنات سے ہے مگر جس کی وجہ سے اس کو امت محمدیہ پر فرض کیا گیا وہ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی قربانی ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کی پوری زندگی ابتلاء و آزمائش' امتحانات اور قربانیوں سے عبارت نظر آتی ہے پروردگار عالم نے اپنے خلیل کی دوستی کو نکھارنے کے لئے آزمائش کی بھٹی میں ڈالا۔ اور آزمائش کی بھٹی سے خلیل اللہ کی دوستی کندن بن کر چمکی اور بے داغ ثابت ہوئی۔ راہ وفا میں خلیل اللہ نے وہ معیار قائم کیا کہ اللہ نے منصب امامت عطا فرمایا۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے :

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا (البقرہ/124) ”جب ابراہیم علیہ السلام کو ان کے رب نے کئی باتوں سے آزمایا اور انہوں نے سب کو پورا کر دیا تو اللہ نے فرمایا کہ بے شک تمہیں لوگوں کا امام بنا دوں گا۔“

امتحاناتِ خلیل

ہوش سنبھالتے ہی ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے راستے میں بہت سی تکالیف اور صبر آزما مشقتیں برداشت کیں۔ دل دہلا دینے والے سنگین حالات سے دو چار ہوئے لیکن حب الٰہی میں آپ کا دل اس چٹان کی مانند مضبوط رہا جس کے سامنے زمانے کے زیر و بم' لیل و نہار کی گردش اور خزاں و

بہار کی کیفیات کی کوئی حقیقت نہ تھی۔

اللہ کے خلیل کن خار دار جھاڑیوں سے نہیں گزرے؟ صرف ایک ہی معبود کو ماننے کی پاداش میں آپ پر گوناگوں مظالم ڈھائے گئے۔ جبر و تعدی کے پہاڑ توڑے گئے۔ وقت کے بادشاہ نمرود نے آپ کو ختم کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا لیکن ؎

نور حق شمع الہٰی کو بجھا سکتا ہے کون
جس کا حامی ہو خدا اس کو مٹا سکتا ہے کون

آگ کا الاؤ اور ترانہ توحید

آپ کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے ایک مخصوص جگہ پر کئی روز تک آگ دہکائی اور سلگائی جاتی رہی۔ اس کے شعلوں کی تمازت اس قدر تھی کہ کوسوں دور تک کسی جانور اور پرندے کا گزر موت کا پیغام تھا۔ بادشاہ اور قوم نے جب اطمینان کر لیا کہ اب ابراہیم اس شعلہ زن آگ سے بچ نہیں سکتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قید خانے سے لا کر منجنیق میں رکھا گیا۔ اس وقت بھی خلیل اللہ کی زبان اقدس سے خالق و مالک ارض و سما کی توحید اور حمد و ثنا کے ترانے بلند ہو رہے تھے' آپ فرما رہے تھے :

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الْمُلْکُ لَا شَرِیْکَ لَکَ "(اے اللہ) تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو پاک ہے۔ تیرے لئے سب تعریف ہے اور تیرے لئے بادشاہت ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔"

(تفسیر مظہری مترجم جلد/7 صفحہ/485)

فرشتہ رحمت

عین اس وقت جب اللہ کے خلیل علیہ السلام آگ میں ڈالے جا رہے تھے فرشتہ رحمت حاضر خدمت ہو کر عرض پرداز ہوتا ہے :-

"حکم ہو تو ہم اس دہکتے ہوئے آتش کدے کو نمرود' اس کے محل اور اس کی پوری سلطنت پر الٹ دیں تاکہ اس سیاہ قلب قوم کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹ جائے۔"

ابراہیم خلیل اللہ نے جواب دیا "مجھے تمہاری مدد کی ضرورت نہیں۔ مجھے میرا رب دیکھ رہا ہے وہ جس حال میں رکھے میں اس پر قانع ہوں۔ مجھے میرا اللہ کافی و وافی ہے۔" (ابن کثیر)

عرش سے فرش تک ساری مخلوق لرزہ بر اندام تھی اور اس انسانیت سوز مہیب و خوفناک منظر میں ذات خلیل و نبی جلیل علیہ السلام کو دیکھ کر رب کے حضور التجا کی۔ (خَلِیْلُکَ اِبْرَاھِیْمُ یُحْرَقُ) "کیا تیرے خلیل کو جلا دیا جائے گا؟" جواب ملا۔ "میں اس کی حالت تم سے بہتر جانتا ہوں' اگر وہ مجھ سے دعا کرے گا تو میں ضرور اس کی مدد کروں گا۔"

خلیل اللہ علیہ السلام کی دعا

اب خلیل اللہ علیہ السلام نے رب کے حضور دعا کی :-

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْوَاحِدُ فِی السَّمَاءِ وَاَنَا الْوَاحِدُ فِی الْاَرْضِ لَیْسَ اَحَدٌ فِی الْاَرْضِ یَعْبُدُکَ غَیْرِیْ حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ (ابن کثیر)

الباری جلد 6 صفحہ 99) "اے میرے اللہ تو آسمان میں اکیلا معبود اور میں زمین پر اکیلا عبادت گزار ہوں۔ میرے سوا تیرا زمین پر کوئی پرستار نہیں۔ مجھے میرا اللہ ہی کافی ہے اور وہی بہتر کارساز ہے۔"

بارش کا فرشتہ

حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمان نقل کرتے ہیں کہ "بارش کا فرشتہ کان لگائے کھڑا تھا کہ کب حکم الٰہی ہو اور میں اس آگ پر بارش برسا کر اسے ٹھنڈا کر دوں۔"

نار کو گلزار

جونہی نمرودیوں نے منجنیق کو حرکت دی پروردگار عالم نے بھڑکتے اور دہکتے ہوئے آگ کے الاؤ کو بلا واسطہ حکم دیا۔ (يَا نَارُ كُونِيْ بَرْدًا وَّ سَلَامًا عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ) "اے آگ ابراہیم علیہ السلام کے لئے ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا" (الانبیاء/69)

آگ کے بھڑکتے ہوئے فلک بوس شعلوں نے یکایک گلزار بن کر ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔

خلیل اس میں کود پڑا مسکراتا ہوا
جہان کفر کو پیغام حق سناتا ہوا
نہ سوز تھا نہ تپش تھی نہ آگ میں گرمی
مزاج نار میں آزاد آ گئی نرمی

نمرودیوں کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے' ان کے چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگیں اور وہ حواس باختہ ہوتے ہوئے نظر آئے۔ شاعر مشرق نے کیا خوب کہا ہے ؎

گر آج بھی ہو جو براہیمؑ کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

حیاتِ خلیل علیہ السلام کا پہلا دور

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی حیاتِ طیبہ کا یہ پہلا دور تھا جس میں آپ کوہ استقلال ثابت ہوئے' آپ کی جان کے دشمن جب اپنے ناپاک ارادوں میں کامیاب نہ ہوئے تو انہوں نے آپ کو گھر سے نکال دیا۔ آپ نے حسرت و افسوس کے اشک بہائے بغیر آبائی وطن کو خیرباد کہہ دیا۔ رضائے الٰہی کے حصول میں مدتوں صحرا نوردیاں کیں' بے آب و گیاہ لق و دق میدانوں میں' وحشت خیز جنگل بیابانوں میں اور وادی غیر ذی زرع میں جہاں سرسبزی و شگفتگی کا کہیں نام و نشان تک نہ تھا' اپنی زندگی کے بیشتر حصوں کو گزارا۔

بیٹے کی خوشخبری

خلیل اللہ علیہ السلام کی ازدوجی زندگی کا دور شروع ہو چکا تھا مگر ابھی تک آپ اولاد کی نعمت سے محروم تھے۔ زوجہ محترمہ حضرت سارہ کی ترغیب اور اصرار پر حضرت ہاجرہ کو اپنے عقد میں لیا اور رب کے حضور دست بہ

دعا ہوئے :

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ (صافات/100) "اے پروردگار مجھے نیک فرزند عطا فرما۔"

رب کائنات نے آپ کی التجا و دعا کو شرف قبولیت بخشا اور ایک سال بعد چھیاسی سال کی عمر میں دلی تمناؤں' دعاؤں' التجاؤں اور بے پناہ آرزوؤں کے بعد حضرت ہاجرہ کے بطن سے مطیع و صالح بچے کا مژدہ سنایا۔

فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ (صافات/101) "تو ہم نے اسے حلیم و بردبار بچے کی خوشخبری دی۔"

خوابِ خلیل علیہ السلام

جب نومولود بچہ اس قابل ہوا کہ باپ کے ساتھ چل سکے اور کام کاج میں ان کا ہاتھ بٹا سکے تو باپ نے بلا کر کہا۔

يٰبُنَيَّ اِنِّيْ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْ اَذْبَحُكَ (صافات/102) "اے میرے لخت جگر میں خواب میں اپنے آپ کو تجھے ذبح کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔"

وہ نور نظر جو قلب و جگر کی مچلتی ہوئی امنگوں' بے انتہاء تمناؤں التجاؤں اور مسلسل دعاؤں کے بعد حاصل ہوا تھا اسے ذبح کرنے کا سوال ہو رہا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے سب کچھ اپنے معبود حقیقی کی رضا کے لئے قربان کر دیا۔ نمرود سے مقابلہ کیا۔ قہرمانی طاقتوں سے نبرو آزما ہوئے۔ سلطنت و حکومت سے ایسی ٹکر لی کہ استبدادیت کی زنجیروں کو تار عنکبوت کی طرح توڑ دیا۔ منجنیق میں رسیوں سے باندھ کر آگ میں پھینکا گیا تو اللہ

تعالیٰ نے نار کو گلزار بنا دیا۔ ابراہیم علیہ السلام نے وطن کی محبت کو قربان کر دیا' والدین کی شفقت کو قربان کیا' ملک ملک کا سفر کیا' صعوبتیں برداشت کیں' تکلیفیں سہیں' امتحان و ابتلا کی کٹھن منزلیں طے کیں۔ سب کچھ نثار کر دیا اگر باقی تھا تو ایک نور نظر' لخت جگر اور بڑھاپے کی آرزو یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام۔

حق تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا اپنی آخری محبوب چیز بھی دے دو۔ جگر تو دے دیا اب اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک' اپنی آنکھوں کا نور' دل کا سرور' اپنا لخت جگر اور نور نظر بھی لاؤ یعنی اپنے بیٹے کو قربان کر دو۔

آدابِ فرزندی

جناب خلیل اللہ نے رائے پوچھی فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی "بیٹے! تیرا کیا خیال ہے؟" تو سعادت مند بیٹے نے جواب تعبیر ڈھونڈنے میں دیر نہیں کی۔ آنکھیں بند کر کے نعرہ لگایا۔ یٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ "میرے پیارے ابا جان آپ کو جو حکم دیا گیا اسے بے دریغ بجا لائیے۔"

تاریخِ انسانی میں اس سے بہتر اطاعت شعار' فرمانبردار اور مؤدب بیٹے کی مثال نہیں ملتی۔ اسی لئے شاعر مشرق نے کہا ؎

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزندی

فرمایا کہیں تیرا لڑکپن امتثال امر الٰہی میں خلل نہ ڈالے۔ فرمانبردار بیٹے نے سر اونچا کر کے جواب دیا۔ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ

(صافات/102) "دیکھ لیجئے گا اگر اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے۔"

سعادت مند بیٹے کے اس جواب سے خلیل اللہ کی ہمت و حوصلے میں اضافہ ہو گیا۔ دونوں باپ اور بیٹا اپنے آپ کو قربان کرنے اور کرانے کی تیاریاں کرنے لگے تو ابراہیم علیہ السلام کے اس جذبہ اطاعت کو دیکھ شیطان سے نہ رہا گیا۔ اس نے حتی الامکان اس راستے میں خلیج حائل کرنے کی بہت تدبیریں کیں مگر خلیل اللہ نے ان تمام تدبیروں کو ناکام بنا دیا۔

اطاعت کا ناقابلِ فراموش منظر

ارشاد ربانی ہے :-

فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَ تَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ (صافات/103) "جب دونوں باپ اور بیٹا بارگاہ ایزدی میں جھک گئے' باپ نے نور نظر کو پیشانی کے بل لٹا دیا اور معصوم بچے کے گلے پر چھری چلنے ہی والی تھی۔ فرش پر اطاعت الٰہی کا یہ ناقابل فراموش منظر دیکھ کر ملائکہ کو اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ (میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے) کی تفسیر سمجھ میں آ گئی۔ انسانیت کبریٰ کے سامنے ملکوئیت شکست فاش کھا گئی۔ رحمت کبریائی جوش میں آئی اور مشیت ایزدی نے آگے بڑھ کر ہاتھ تھام لیا اور غیبی ندا آئی۔

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۝

"اے ابراہیم بے شک تو نے اپنا خواب سچ کر دکھایا۔ ہم احسان کرنے والوں کو یونہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔" (صافات/105)

ہوئے جبرئیل نازل اور تھاما ہاتھ حضرت کا
کہا بس امتحان مقصود تھا ایثار و جرات کا

یہ ابتلاء و آزمائش انتہائی کٹھن تھی اس لئے فرمایا :

اِنَّ ھٰذَا لَھُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ (صافات/106) "بلا شبہ یہ بہت ہی واضح اور کھلی آزمائش تھی۔"

ذبحِ عظیم اور ملّتِ ابراہیمی کی یادگار

تسلیم و رضا کی اس بے تابانہ آرزو اور شوق شہادت میں چونکہ قوموں کی حیات کا راز مضمر تھا اور رحمت الٰہی کا اقتضاء تھا کہ قربانی کا یہ راز عالم آشکار ہو۔ اس لئے قربانی کی بنیاد رکھنے والے کو ذبح عظیم کا فدیہ دے کر چھڑا لیا۔

یہ قربانی بارگاہ رب العالمین میں اتنی مقبول ہوئی کہ ملت ابراہیمی کی یادگار اور شعار قرار پائی اور آج بھی مسلمان ہر سال 10 ذوالحجہ کو عید کی نماز کے بعد اس یادگار کو زندہ کرتے ہیں۔ پروردگار کا ارشاد ہے :

وَ فَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ○ وَ تَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ ○

(صافات/ 107، 108)

"اور ہم نے اس کے بدلے عظیم ذبیحہ دے دیا اور ہم نے آنے والی نسلوں میں اس کا ذکر باقی چھوڑا۔"

ثابت ہوا کہ قربانی سنت ابراہیمی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب صحابہ کرامؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا مَا هٰذِهِ الْاَضَاحِیْ یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا سُنَّةُ اَبِیْكُمْ اِبْرَاهِیْمَ یہ تمہارے باپ ابراہیم

علیہ السلام کی سنت ہے۔ (ابن ماجہ، مسند احمد، بحوالہ مشکوۃ جلد اول)

ملّتِ ابراہیمی کی پیروی

قرآن مجید میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے لئے قربانی کا تذکرہ اور تصور موجود ہے۔ خالق و مالک ارض و سما نے سید الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کو ملّتِ ابراہیم علیہ السلام کی اتباع اور پیروی کرنے کا حکم دیا ہے۔

1- فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا (آل عمران/95)

"تم سب ملت ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کرو، جو یکسو تھے۔"

2- إِنَّنِي هَدَانِي رَبِّي إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ دِينًا قِيَمًا مِّلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا (الانعام/161)

"بے شک مجھے میرے رب نے ایک سیدھا راستہ بتا دیا ہے وہ ایک دین ہے، ابراہیم علیہ السلام کا مستحکم طریقہ ہے جو یکسو تھے۔"

اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا گیا :

3- أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا (النحل/123)

"یہ کہ آپ ملت ابراہیم کی پیروی کریں جو یکسو تھے۔"

دین حنیف کو سب سے اچھا قرار دیتے ہوئے فرمایا :

4- وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا

"اور ایسے شخص سے زیادہ اچھا دین کس کا ہو گا جو کہ اپنا رخ اللہ کی طرف

جھکا دے اور وہ مخلص بھی ہو اور وہ ملت ابراہیم کی پیروی کرے' جو یکسو تھے۔" (النساء/125)

قربانی کو فضول کہنے والے بیوقوف

مندرجہ بالا آیات کریمہ کے آئینے میں اگر قربانی کی اہمیت کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہو گا کہ قربانی ایک انتہائی پسندیدہ اور ضروری عمل ہے۔ جو شخص اسے بے معنی اور فضول تصور کرتا ہے' قرآن اسے بہت بڑا بے وقوف اور احمق کہتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے :

5- وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ (سورہ البقرہ آیت 130)

"دینِ ابراہیمی سے وہی بے رغبتی کرے گا جو محض بے وقوف ہو۔"

قربانی کا حکم

اللہ رب العزت نے قرآن حکیم میں نبی آخر الزماں و رحمت عالم و عالمیاں جناب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قربانی کا حکم دیتے ہوئے فرمایا :

1- فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (الکوثر/2)

"پس آپ اپنے رب کی نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے۔"

جملہ عبادات کی طرح چونکہ قربانی بھی عبادت ہے اور عبادت صرف اللہ ہی کے لئے ہونی چاہیے۔ غیر اللہ کیلئے عبادت شرک ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا :

2- قُلْ اِنَّ صَلاَتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (سورہ الانعام آیت/162)

"آپ فرما دیجئے کہ بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے' جو رب العالمین ہے۔"

ان دونوں آیات میں نماز کے ساتھ قربانی کا ذکر کیا گیا ہے جس میں یہ بھی حکمت ہو سکتی ہے کہ جس طرح نماز پوری امت کے لئے اور روئے زمین پر بسنے والے تمام مسلمانوں کے لئے قیامت تک ہے۔ اسی طرح قربانی بھی صرف مکہ والوں کے لئے نہیں بلکہ روئے زمین کے صاحب استطاعت مسلمانوں کے لئے قیامت تک ہے البتہ قربانی نماز کی طرح فرض نہیں ہے۔

نُسُک اور نَحر

یہاں نُسُک اور نَحر دو الفاظ کا ذکر آیا ہے۔ نسک کے معنی قربانی کے ہیں اور نحر کا لفظ بھی جانور ذبح کرنے کا مفہوم دیتا ہے۔ جیسا کہ مذکورہ بالا آیات میں واضح ہے۔ مزید وضاحت کیلئے قرآن و حدیث کے مندرجہ ذیل دلائل ملاحظہ فرمایئے۔ منکرین قربانی ان الفاظ کے غلط معانی بیان کرکے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حج اور عمرے کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا گیا :

1- فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَّرِیْضًا اَوْ بِہٖٓ اَذًی مِّنْ رَّاْسِہٖ فَفِدْیَۃٌ مِّنْ صِیَامٍ اَوْ صَدَقَۃٍ اَوْ نُسُکٍ (سورہ البقرہ آیت/196)

پس جو تم میں سے بیمار ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو تو وہ بدلہ دے

روزوں یا صدقہ یا قربانی سے۔

اس آیت میں نُسُک کے معنی قربانی آئے ہیں۔

2- صحیح بخاری کی ایک حدیث میں ہے :

مَنْ ذَبحَ بَعْدَ الصَّلٰوة فَقَدْتَمَّ نُسُكُهٗ (بخاری)

"جس نے نماز کے بعد (قربانی کے جانور کو) ذبح کیا اس نے اپنی قربانی کو مکمل کرلیا۔" اس حدیث میں بھی نسک سے مراد قربانی ہے۔

3- نحر کا لفظ بھی جانور ذبح کرنے کے لئے بولا جاتا ہے جیسے بخاری میں ہے۔ نَحَرَ النَّبِیُّ بِیَدِہٖ سَبْعةَ بُدْن وَضَحّٰی بِالْمَدِیْنَةِ کَبْشَیْن "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مکہ میں) سات اونٹ نحر کئے اور مدینہ میں دو مینڈھے ذبح کئے۔ (بخاری شریف)

جانور کی قربانی سے اپنی قربانی تک

قربانی کا لفظ جتنی بار ہماری زبان پر آتا ہے شاید ہی کوئی اور لفظ اس قدر زبان پر آتا ہو لیکن ہمارے اندر قربانی کی جتنی کمی آج ہے شاید ہی پہلے کبھی ہوئی ہو۔ دین اسلام کا بنظر غائر مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی اصل روح یہی ہے کہ انسان اپنا سب کچھ خالق کے تابع کردے مگر ہم تمام شعبہ ہائے زندگی میں قربانی سے پہلوتہی کرتے ہیں۔

قربانی کا مطلب محض جانور ذبح کرنا نہیں بلکہ دین و ملت کے مفاد میں اپنی رائے سے تنازل شعائر اسلام پر کاربند رہنا' اسلام اور مسلمانوں کو درپیش خطرات کے مقابلے کی تگ و دو کرنا' اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی'

ہوائے نفس کو چھوڑ کر قرآن و حدیث میں بیان کردہ احکامات اور اصولوں کی پابندی وغیرہ سب قربانی کے زمرے میں آتا ہے۔

سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں

بقول سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ مرحوم یہ قربانی کیا تھی؟

یہ محض خون اور گوشت کی قربانی نہ تھی بلکہ روح اور دل کی قربانی تھی۔ یہ ماسویٰ اللہ اور غیر کی محبت کی قربانی اللہ کی راہ میں تھی۔ یہ اپنی عزیز ترین متاع کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرنے کی نذر تھی۔ یہ اللہ کی اطاعت' عبودیت اور کامل زندگی کا بے مثال مظہر تھا۔ یہ تسلیم و رضا اور صبر و شکر کا وہ امتحان تھا جس کو پورا کئے بغیر دنیا کی پیشوائی نہیں مل سکتی تھی۔ یہ باپ کا اپنے اکلوتے بیٹے کے خون سے زمین کو رنگین کر دینا نہ تھا بلکہ اللہ کے سامنے اپنے تمام جذبات' احساسات' خواہشات' تمناؤں اور آرزوؤں کی قربانی اور اللہ کے حکم کے سامنے اپنے ہر قسم کے ارادے اور مرضی کو معدوم کر دینا تھا۔

اصل مقصود

اب ذرا ہم اپنا جائزہ لیں کہیں ایسا تو نہیں کہ ایک اونٹ' گائے' بکرے یا دنبے کی قربانی دے کر ہم نے یہ سمجھ لیا ہو کہ جو قربانی کرنا تھی سو کر چکے اس کے بعد ہمیں کسی قربانی کی ضرورت نہیں۔

یاد رکھئے اللہ تعالیٰ کو کچے یا بھنے ہوئے گوشت' لمبے چوڑے دستر

خوانوں اور خوشبودار غذاؤں کی طلب نہیں اور نہ ہی یہ چیزیں اس کے پاس پہنچتی ہیں' اس کے پاس تو دل کا ادب و لحاظ' اللہ کا خوف' اس کی محبت اور اس کے لئے نفس و مال کی قربانی پہنچتی ہے۔ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآءُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ (سورہ الحج/37) "اللہ کے پاس ان (جانوروں) کا گوشت پہنچتا ہے نہ خون بلکہ اس کے پاس تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔"

انسان کو چاہیے کہ جانور کی گردن پر چھری چلانے سے پہلے اپنے ارادے' خواہشات' افکار و جذبات' خیالات و احساسات اور اپنے مزاج کے گلے پر چھری پھیرے اور دل کے کہنے پر نہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے کہنے پر چلنے کا عزم اور فیصلہ کر لے۔ اللہ کے ڈر اور آخرت میں جوابدہی کے خوف سے برائی سے اپنا ہاتھ روک لے تو اس کے لئے حق تعالٰی کی طرف سے جنت کی ضمانت ہے۔ ارشاد ہوتا ہے :

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ○ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ○ (النزعات/40 '41)

"اور جو اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈر گیا اور اس نے اپنے نفس کو خواہشات سے روکے رکھا' پس اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔"

قربانی کی روح

یہ قربانی کی صحیح تصویر ہے جس میں اللہ کی نصرت کا وعدہ اور جنت کی ضمانت ہے۔ یہ جانور کی قربانی سے لے کر نفس کی قربانی تک محیط ہے بلکہ

جانوروں کی قربانی حقیقت میں اسی نفس کی قربانی کا عکس' اس کی مثالی تصویر اور اس کا مادی پیکر ہے۔ الغرض قربانی کی روح یہ ہے کہ انسان اللہ سے اس قدر محبت کرے کہ اپنا سب کچھ اس کی راہ میں قربان کردے۔ حتیٰ کہ اگر ضرورت پڑے تو اپنی جان کی قربانی دینے سے بھی دریغ نہ کرے اور اسکی محبت کے سامنے انسانوں کی محبت' دولت کی محبت اور دوسری تمام محبتوں سے دستبردار ہو جائے یہی قربانی اور ایمان کی اصل روح ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرہ/165)

"اور ایمان والوں کو سب سے بڑھ کر اللہ سے محبت ہوتی ہے۔"

نہ سمجھو گے تو ـــــــ

تاریخ اسلام کا مطالعہ کریں تو معلوم ہو گا کہ قربانی ہی وہ واحد راستہ ہے جس پر چل کر اللہ کے چند بندوں نے پوری انسانیت کی کایا پلٹ دی اور جبرو استبداد کی دنیا پر ایسا زوال آیا کہ کبر و ناز اور غرور و تکبر سے اکڑی ہوئی گردنیں خم ہو گئیں۔ دشت و جبل نعرہ ہائے تکبیر کی فلک شگاف صداؤں سے گونج اٹھے۔ ایک ہم ہیں کہ روزانہ اخبارات میں کشمیر' فلسطین اور بوسنیا کے مسلمانوں پر ظلم و تشدد کی خبریں پڑھتے ہیں' ظالمانہ کارروائیوں' وحشیانہ حملوں اور اجتماعی زیادتیوں کے بارے میں سنتے ہیں لیکن پھر بھی ہم سب گل و بلبل کی داستانوں' گلستانوں کی عطر بیز فضاؤں اور اس عالم رنگ و بو کی رنگینیوں میں عیش و عشرت سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ٹی وی' ڈش اور سینما ہالوں کے فحش مناظر قوم کے جذبہ جہاد کو گھن کی طرح

کھا رہے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ وقت سے پہلے اپنی اصلاح اور محاسبہ کریں۔ اگر ہم نے اب بھی کائنات میں ہونے والی تبدیلیوں سے سبق نہ سیکھا اور اپنی زندگی میں انقلاب بپا نہ کیا تو یاد رکھئے ہمارا نام و نشان بھی صفحہ ہستی سے مٹ سکتا ہے۔ بقول شاعر

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے غافل مسلمانو!
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں

احکامِ اسلام اور تقویٰ

دین اسلام کے تمام احکام میں اللہ تعالیٰ نے خاص خاص صفات رکھی ہیں اگر ان احکام کو بنظرِ غائر دیکھا جائے اور ان کا گہرا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ تقویٰ کی جھلک سب میں پائی جاتی ہے۔ جب ایک انسان اللہ کی الوہیت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرکے حلقہ بگوش اسلام ہوتا ہے تو یہ عہد بھی کرتا ہے کہ آئندہ وہ اپنے دامن کو کفر و شرک کی نجاستوں اور غلاظتوں سے پاک اور گمراہ کن راستوں اور ہلاکت خیز باتوں سے محفوظ رکھے گا۔ اسی کا نام تقویٰ ہے۔ کسی عربی شاعر نے کیا ہی خوب کہا:

خَلِّ الذُّنُوبَ صَغِيرَهَا وَكَبِيرَهَا ذَاكَ التُّقٰى
وَاصْنَعْ كَمَاشٍ فَوْقَ أَرْضِ الشَّوْكِ يَحْذَرُ مَا يَرٰى
لَا تَحْقِرَنَّ صَغِيرَةً إِنَّ الْجِبَالَ مِنَ الْحَصٰى

یعنی ہر چھوٹے بڑے گناہ کو چھوڑ دو یہی تقویٰ ہے۔ ایسے رہو جیسے

کانٹوں والی راہ پر چلنے والا انسان کانٹوں سے ڈرتا ہے۔ چھوٹے گناہ کو بھی ہلکا نہ جانو (کیونکہ) پہاڑ کنکریوں سے ہی بن جاتے ہیں۔

اللہ رب العزت نے سب کو اسی تقویٰ کی تاکید فرمائی۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ (سورہ النساء)

"اور واقعی ہم نے ان لوگوں کو جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے تھے اور تمہیں بھی یہی حکم دیا کہ اللہ سے ڈرتے رہا کرو۔"

قرآن مجید فرقان حمید کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انبیاء کرام علیہما السلام نے بھی اپنی قوموں اور امتوں کو اَلَا تَتَّقُوْنَ "کیا تم ڈرتے نہیں ہو۔" (الشعراء) یعنی تقویٰ کا درس دیا۔

اللہ رب العزت نے قرآن حکیم میں اپنی عبادت کا مقصد یہ بتایا کہ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرہ/21) "تاکہ تم تقوی حاصل کرو۔" بالکل یہی الفاظ روزوں کے بارے میں آئے۔

اللہ کے شعائر، حج کے ارکان اور مقامات کی عزت کے بارے میں فرمایا: فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ "یہ دلوں کے تقویٰ سے ہے۔" (سورہ الحج آیت/32)

معاف اور درگزر کرنے کو اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى "تقویٰ سے زیادہ قریب فرمایا گیا" حج کے سفر اور زندگی کے ہر مرحلے میں تقویٰ کو سب سے اچھا زاد راہ کہا گیا۔ (البقرہ/197) عمدہ لباس کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ اور تقویٰ کا لباس سب سے اچھا ہے۔ (سورہ الاعراف)

آیت/26) عدل کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا گیا۔ اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی "عدل کرو یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔" (مائدہ/2)

الغرض ہر عبادت کا مقصد یہ ہے کہ تم تقویٰ حاصل کر لو گے لیکن قربانی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ پہلے متقی بن کر آؤ پھر قربانی قبول ہو گی۔ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ "اللہ تعالیٰ تقویٰ والوں کی ہی (قربانی) قبول کرتا ہے۔" (المائدہ/27) دوسرے مقام پر فرمایا: لَنْ یَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ یَّنَالُهُ التَّقْوٰی مِنْكُمْ "اللہ تعالیٰ کو ان (قربانیوں) کے گوشت نہیں پہنچتے ہیں اور نہ ان کے خون' لیکن تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔ (الحج/37)

کاش ہم سب ان آیات کی روشنی میں قربانی کی اصل غرض و غایت کو سمجھیں۔ اس کی تاریخی اہمیت سے واقف اور باخبر ہوں۔ اس کے ذریعے اپنے اندر جذبہ اطاعت بیدار کریں۔ تقویٰ اور خشیت الٰہی پیدا کریں نیز اچھے اعمال' افعال' اخلاق اور کردار کو اپنائیں اور تمام برے اعمال و اخلاق سے نفرت کریں۔

❄مسائلِ عید و قربانی❄

نیا چاند دیکھ کر پڑھنے کی دعائیں

1- اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَ رَبُّکَ اللّٰہ

"اے اللہ اس چاند کو ہمارے لئے امن و امان اور سلامتی و اسلام والا بنا۔ (اے چاند) میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔" (ترمذی)

2- ھِلَالُ خَیْرٍ وَّ رُشْدٍ ھِلَالُ خَیْرٍ وَّ رُشْدٍ ھِلَالُ خَیْرٍ وَّ رُشْدٍ اٰمَنْتُ بِالَّذِیْ خَلَقَکَ

"خیریت اور ہدایت کا چاند ہو' خیریت اور ہدایت کا چاند ہو' خیریت اور ہدایت کا چاند ہو' میں اس ذات پر ایمان لایا جس نے تجھے پیدا کیا۔" (سنن ابی داؤد)

3- اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ذَھَبَ بِشَھْرِ کَذَا وَجَاءَ بِشَھْرِ کَذَا

"سب تعریف اس اللہ کی ہے جو ایسا مہینہ لے گیا اور ایسا مہینہ لے آیا۔"

(سنن ابی داؤد)

4- اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذَا الشَّھْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ سُوْءِ الْمَحْشَرِ

"اللہ بہت بڑا ہے' سب تعریف اللہ کے لئے ہے۔ گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت اللہ ہی کی مدد سے ہے۔ اے اللہ میں تجھ سے اس مہینے کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور محشر کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ (طبرانی)

5- اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ هٰذَا الْغَاسِقِ اِذَا وَقَبَ
میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اس اندھیری رات کے شر سے جب وہ آ جائے۔ (ابن سنی، ترمذی)

فضائلِ عشرہ ذوالحجہ

اسلامی سال کے بارہویں مہینہ ذوالحجہ کے پہلے عشرے کو خصوصی شرف اور فضیلت حاصل ہے۔
صحابی رسول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عشرہ ذوالحجہ کے اعمال صالحہ اللہ تعالیٰ کو اس قدر محبوب اور پسندیدہ ہیں کہ دوسرے دنوں کے اعمال اتنے محبوب نہیں۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ کیا دوسرے دنوں کا جہاد بھی، آپ ﷺ نے فرمایا ہاں دوسرے دنوں کا جہاد بھی، ہاں مگر وہ آدمی جو اپنی جان اور مال اللہ کے راستے میں قربان کردے تو ایسا جہاد پسندیدہ اور افضل ہے۔ (بخاری، تحفہ الاحوذی، ابو داؤد، مفتاح الحاجہ شرح ابن ماجہ، بیہقی، مشکوۃ)
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کو اور دنوں کی عبادت اتنی پسند نہیں جتنی عشرہ ذوالحجہ کی ہے۔ اس عشرہ کے ہر روزے کا ثواب سال کے روزوں کے برابر ہے اور ہر ایک رات کے قیام کا ثواب لیلۃ القدر کے قیام کے ثواب کی طرح ہے۔ (ترمذی، تحفہ الاحوذی، مفتاح الحاجہ، شرح ابن ماجہ، مشکوۃ)
(نوٹ : امام ترمذی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند ضعیف ہے)

تکبیرات

ذوالحجہ کا چاند دیکھتے ہی تکبیرات کہنا شروع کر دینا چاہیے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں میں جب بازار کی طرف تشریف لے جاتے تو تکبیرات کہتے اور لوگ بھی ان کے ساتھ تکبیریں پڑھتے۔ (بخاری، نیل الاوطار)

1- اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے۔ (دار قطنی)

2- اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ بہت ہی بڑا اور اللہ کے لئے ہے سب تعریف۔ (فتح الباری)

3- اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا سُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا

اللہ سب سے بڑا ہے۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے۔ صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ (نیل الاوطار)

4- اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ واحد ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کی

بادشاہت ہے۔ اس کے لئے سب تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ (نیل الاوطار)

یوم عرفہ کا روزہ

یوم عرفہ (یعنی 9 ذوالحجہ) کا روزہ دو سال (ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ) کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ عرفہ کا روزہ صرف غیر حاجی کے لئے ہے۔ حاجی کے لئے اس روزے کی ممانعت ہے۔ (فتح الباری، مسلم، ابو داؤد، ابن خزیمہ، مستدرک حاکم، سنن نسائی، مشکوۃ)

حجامت

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ذی الحجہ کا عشرہ شروع ہو جائے اور تم میں سے کسی کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو وہ اپنے بالوں اور ناخنوں میں سے کچھ نہ کاٹے۔ (صحیح مسلم)

قربانی کرنے والے کو چاہیے کہ عیدگاہ سے لوٹنے کے فوراً بعد قربانی کرے اور کلیجی کھائے پھر حجامت کروائے۔ (بخاری و مسلم)

عیدین کا پس منظر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب (ہجرت کرکے) مدینہ منورہ تشریف لائے تو اہل مدینہ خوشی کے دو دن مناتے تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا' یہ کیا

ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ وہ زمانہ جاہلیت میں ان دنوں میں کھیلا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قَدْ اَبْدَ لَکُمُ اللّٰہُ بِھِمَا خَیْرًا مِنْھُمَا یَوْمَ الْاَضْحٰی وَ یَوْمَ الْفِطْرِ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کا بہتر بدلہ تمہیں دے دیا ہے' وہ عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر ہے۔

زمانہ جاہلیت میں اہل عرب کے ان دو خوشی کے دنوں کے نام نیروز اور مہرجان تھے۔ (سنن ابی داؤد، صفحہ 161 جلد اول حاشیہ نمبر 4)

عیدین اور دیگر اقوام کے تہواروں میں فرق

اگر عیدین اور دیگر اقوام کے تہواروں کو بنظر غائر دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ ان میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ دیگر اقوام اپنے تہوار بڑی آزادی اور بے راہروی سے مناتی ہیں۔ لہو و لعب' لذت و ہوس اور سیرو تفریح کی کثرت ان تہواروں کا دلپسند موضوع بن گیا ہے۔ یہاں تک کہ عاجزی و انکساری' خشوع و خضوع اور اطاعت و عبادت کی کوئی جھلک ان میں دکھائی نہیں دیتی۔ جب کہ اس کے برعکس عیدین خالص دینی' مذہبی اور روحانی رنگ میں رنگی ہوئی ہیں۔ دراصل ایک انسان جب مسلمان ہو جاتا ہے تو یہ اقرار کرلیتا ہے۔ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○ " بے شک میری نماز' میری قربانی میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کے لئے ہے جو جہانوں کا پالنے والا ہے۔"

نمازِ عید سے پہلے نماز

عید کی نماز سے پہلے کوئی سنت یا نفل نہیں پڑھنے چاہییں۔ (بخاری)

راستے کی تبدیلی

سید الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن عید گاہ میں آنے اور جانے کا راستہ تبدیل فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری) یکطرفہ آمدورفت (One Way Traffic) کا نظریہ نبوی موجودہ ٹریفک کے مسائل کا اسلامی حل ہے۔

عید اور جمعہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج کے دن دو عیدیں (عید اور جمعہ) اکٹھی ہو گئی ہیں جو چاہے اس کے لئے جمعہ کے بدلے عید ہی کافی ہے لیکن ہم ان شاء اللہ دونوں ہی ادا کریں گے۔ (سنن ابن ماجہ)

عیدین اور ایام تشریق کے روزے

عیدین اور ایام تشریق (11، 12، 13 ذوالحجہ) کے روزے رکھنا حرام ہے۔ (بخاری و مسلم)

صاف ستھرا لباس پہننا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید پر خوبصورت یمنی جبہ زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ (نیل الاوطار)

نمازِ عیدالاضحیٰ کے بعد کچھ کھانا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدالفطر کے لئے کچھ کھا کر نکلتے اور

عیدالاضحیٰ کے دن عید کی نماز ادا کرنے کے بعد کچھ تناول فرماتے۔ (ترمذی)

عیدگاہ کی طرف پیدل جانا

عیدگاہ کی طرف پیدل جانا مسنون ہے اگر مجبوری ہو تو سواری بھی جائز ہے۔ (ترمذی)

عید کی نماز کھلے میدان میں

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: صحرا اور میدان میں نماز عید پڑھنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ (مجمع الزوائد جلد اول صفحہ 223)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ بارش کی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عید مسجد میں پڑھائی۔ لہٰذا عید کی نماز شہر یا گاؤں سے باہر نکل کر کسی کھلے میدان میں ادا کرنی چاہیے۔ بارش' آندھی یا کوئی اور شرعی عذر ہو تو مسجد میں بھی ادا کی جا سکتی ہے۔ (بخاری' ابو داود)

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

وَالْاَوْلٰی اَنْ تُقَامَ فِی الصَّحْرَاءِ وَ تُکْرَہُ فِی الْجَامِعِ اِلَّا لِعُذْرٍ (غنیۃ الطالبین) "عید جنگل میں پڑھنی چاہیے اور جامع مسجد میں بلا عذر پڑھنا مکروہ ہے۔"

عیدین کے اوقات

آفتاب ایک نیزہ (بانس برابر) آ جائے تو نماز عیدالاضحیٰ ادا کر لی جائے۔ (بخاری)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کی طرف حکم بھیجا کہ

عیدالاضحیٰ کی نماز جلدی اور عیدالفطر کی نماز اس کی نسبت ذرا دیر سے پڑھیں۔ (مشکوٰۃ) نبی اکرم ﷺ عیدالفطر کی نماز سورج کے دو نیزہ قدر بلند ہونے پر پڑھاتے اور عیدالاضحیٰ ایک نیزہ قدر۔ (نیل الاوطار)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیدالاضحیٰ کی نماز جلدی اور عیدالفطر کی نماز تاخیر سے پڑھا کرو اور خطبہ میں لوگوں کو وعظ و نصیحت کرو۔ (مسند شافعی)

مستورات عید گاہ میں

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم حیض والی اور پردہ نشیں تمام عورتوں کو عید گاہ میں لائیں تاکہ مسلمانوں کی جماعت اور دعا میں شریک ہوں البتہ حیض والی عورتیں نماز نہ پڑھیں۔ ایک عورت نے سوال کیا کہ اگر کسی عورت کے پاس اوڑھنے کے لئے چادر نہ ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی پڑوسن کو چاہیے کہ اسے ادھاری چادر دے دے۔ (مسلم شریف جلد اول صفحہ 291)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹیوں اور ازواج مطہرات کو عیدین میں لے جایا کرتے تھے۔ (ابن ماجہ)

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

لَا بَأْسَ بِحُضُوْرِ النِّسَآءِ "عید گاہ میں عورتوں کو حاضر ہونے میں کوئی حرج نہیں۔" (غنیۃ الطالبین)

لہٰذا مستورات کو عیدین میں با پردہ شامل ہونا چاہیے۔ خوشبو وغیرہ لگا کر نہ جائیں اور زینت بھی ظاہر نہ کریں۔

عید گاہ میں منبر

عید گاہ میں منبر لے جانا یا بنانا خلاف سنت ہے۔ (بخاری)

اذان یا اقامت

عید کے لئے اذان ہوتی ہے نہ جماعت کیلئے اقامت۔ (مسلم، ترمذی)

عید کا خطبہ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ پڑھنے کے بعد خطبہ ارشاد فرماتے۔ (بخاری)

نماز سے پہلے کسی قسم کا خطبہ اور وعظ خلاف سنت ہے۔ (مشکوٰۃ)

عید کی نماز کا مسنون طریقہ

نماز عید کی دو رکعتیں ہیں۔ پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ اور دعا استفتاح کے بعد اور قراء ت سے پہلے سات تکبیریں کہی جاتی ہیں اور دوسری رکعت میں قراء ت سے قبل پانچ تکبیریں کہی جاتی ہیں۔ (ابقیہ نماز عام نمازوں کی مانند ہے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کی نمازوں میں پہلی رکعت میں قراء ت سے پہلے سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں کہا

کرتے تھے۔ (ترمذی، ابن ماجہ، مسند احمد)

تکبیراتِ زوائد میں رفع الیدین

عیدین کی نماز میں تکبیرات زوائد میں رفع الیدین مسنون ہے۔ (رواہ الاثرم، فتاویٰ علمائے حدیث)

قراءت

حضور ﷺ عیدین کی نمازوں میں پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں سورۃ الغاشیہ پڑھتے تھے۔ (مسند احمد) کبھی اس ترتیب سے سورہ ق اور سورہ القمر پڑھتے۔ (ترمذی، ابو داوٗد، ابن ماجہ)

قربانی واجب یا سنت

شریعتِ اسلامیہ میں قربانی کو بڑی اہمیت حاصل ہے لیکن آئمہ کرام میں قربانی کے واجب یا سنت ہونے میں اختلاف ہے۔ حدیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں دس برس قیام کے دوران ہر سال قربانی کرتے رہے۔ (ترمذی) ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو ہر گھر والے پر ہر سال قربانی کرنا لازم ہے۔ (ابو داوٗد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص استطاعت کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔ (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جب اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی دی اور مسلمانوں نے قربانی دی۔ جب پوچھنے والے نے اصرار کیا تو پھر یہی جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی دی اور مسلمان قربانی دیا کرتے تھے لیکن امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل علم کے نزدیک قربانی واجب نہیں سنت ہے۔

ابن ماجہ کی حدیث قربانی کو واجب قرار دیتی ہے۔ تطبیق یہ ہے کہ صاحب استطاعت اور مالدار لوگوں پر قربانی دینا ضروری ہے ورنہ مذکورہ بالا ابن ماجہ والی حدیث کے مصداق ٹھہریں گے۔ بہرحال قربانی کی بہت تاکید آئی ہے مگر شریعت اسلامیہ میں قربانی واجب نہیں سنت ہے۔

قربانی کے جانور

قرآن مجید میں آٹھ قسم کے جانوروں کی قربانی کا حکم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ (الحج/34)

"اور ہم نے ہر امت کے لئے قربانی کا طریق مقرر کر دیا ہے تاکہ وہ ان چوپائے جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے انہیں دے رکھے ہیں۔"

دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِنْ

بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ (الحج/28)

"اور ان مقررہ دنوں میں اللہ کا نام لیں ان چوپائے مویشیوں پر جو اللہ نے انہیں دے رکھے ہیں۔ پس قربانی کے گوشت سے خود بھی کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاجوں کو بھی کھلاؤ۔"

مذکورہ بالا آیات میں قربانی کے جانوروں کے لئے "بھیمۃ الانعام" کا لفظ بولا گیا اور اس سے مراد وہی آٹھ قسم کے جانور ہیں جن کی قربانی کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم کی مندرجہ ذیل آیات سے اس کی وضاحت ہوتی ہے:

1- وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ (الانعام/143)

"اور مویشیوں میں اونچے قد کے اور چھوٹے قد کے (پیدا کئے) جو کچھ اللہ نے تمہیں دیا اس میں سے کھاؤ۔"

2- ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ مِّنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ (الانعام/144)

(پیدا کئے) آٹھ نر اور مادہ یعنی بھیڑ کی دو قسمیں ہیں (نر اور مادہ) اور بکری میں دو قسمیں ہیں۔

3- وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ (الانعام/145)

اور اونٹ میں دو قسمیں ہیں اور گائے میں دو قسمیں ہیں۔ (یعنی نر اور مادہ)

بھیمۃ الانعام کی اس قرآنی تشریح کے بعد مسئلہ واضح ہے کہ قربانی انہیں آٹھ قسم کے جانوروں سے دینی چاہیے۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ اور دوسرے محدثین کرام نے یہی لکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ اور ازواج مطہراتؓ سے انہی جانوروں کی قربانی ثابت ہے۔ بھینس اور

بھینسا ان جانوروں میں شامل نہیں لہٰذا ان کی قربانی جائز نہیں۔

قربانی کے جانور کی عمر

قربانی کے جانور کا مسنہ یعنی دوندا ہونا ضروری ہے۔ لیکن اگر دوندا نہ مل سکے تو اس صورت میں مجبوراً" جذعہ یعنی بھیڑ کے بچے (دنبہ) کی قربانی کر سکتا ہے۔ صحابی رسول ﷺ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قربانی میں مسنہ (دوندا) ہی ذبح کرو اگر مسنہ نہ ملے تو دنبہ جذعہ کرو۔ (مسلم، ابو داؤد، مشکوۃ)

جذعہ کے معنی قوی اور مضبوط کے ہیں۔ یہ عمر کے لحاظ سے مسنہ کا نصف ہوتا ہے۔ مختلف ممالک میں مسنہ کی عمر مختلف ہوتی ہے۔ اسی طرح جذعہ کی عمر بھی مختلف ملکوں میں مختلف ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض علماء نے نو دس ماہ اور بعض نے ایک سال کا جذعہ لکھا ہے ہمارے ملک میں مسنہ تقریباً ڈیڑھ سال کا ہوتا ہے اس لئے جذعہ نو دس ماہ کا ہو گا۔

بہتر جانور

قربانی کا جانور صحت مند اور موٹا تازہ ہونا چاہیے۔ چنانچہ حدیث میں ہے: "ہم (صحابہؓ) مدینہ منورہ میں قربانی کے جانوروں کو کھلا پلا کر خوب موٹا کرتے تھے اور دوسرے مسلمان بھی ایسا کرتے تھے۔" (بخاری)

دوسری حدیث میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سینگ دار موٹے دنبے کی قربانی کرتے جس کی آنکھیں اور پاؤں سیاہ ہوتے۔ (ابو داؤد)

بے داغ اور عیبوں سے پاک جانور

فرمان نبوی ﷺ ہے کہ قربانی کے جانور خریدتے وقت انہیں اچھی طرح دیکھ لینا چاہیے تاکہ جانور عیوب و نقائص سے پاک ہو۔ تمام احادیث کو یکجا کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سات قسم کے عیوب و نقائص ہوتے ہیں۔

1- اسکے سینگ آدھے یا آدھے سے زیادہ کٹے ہوئے نہ ہوں۔
2- اس کے کان آدھے یا آدھے سے زیادہ کٹے ہوئے نہ ہوں۔
3- کانا یا اندھا نہ ہو۔
4- ظاہرا" لنگڑا نہ ہو۔
5- بہت بیمار نہ ہو۔
6- اتنا بوڑھا نہ ہو کہ اس کی ہڈیوں کا گودا باقی نہ رہا ہو۔
7- اس کے کان پھٹے نہ ہوں۔ (ابو داؤد' ترمذی' منتقی مع نیل الاوطار)

تھن مرا' دم کٹی' دانت ٹوٹا یا پٹی ایک طرف جھکی ہوئی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ خصی جانور کی قربانی کرنا جائز بلکہ بہتر ہے۔ سینگ کی ٹوپی اتر جائے تو جائز نہیں کیونکہ ٹوپی سارے سینگ پر ہوتی ہے اگر کوئی معمولی عیب ہو تو کوئی حرج نہیں شریعت نے اس کو نظر انداز کر دیا ہے۔ اتنا ضرور ہے کہ کسی قسم کا عیب واضح نہ ہو۔ اور اگر خریدنے کے بعد عیب پیدا ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ بہرحال بہتر یہی ہے کہ قربانی کا جانور صحیح سالم اور با شرائط ہو۔ (منتقی ابواب الاضاحی)

تمام گھر والوں کی طرف سے ایک ہی جانور

امام حاکم اپنی مستدرک میں حدیث نقل کرتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُضَحِّي بِالشَّاةِ الْوَاحِدَةِ عَنْ جَمِيْعِ اَهْلِهِ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام گھر والوں کی طرف سے ایک بکری کی قربانی کرتے۔" (رواہ الطبرانی فی الکبیر و رجالہ رجال الصحیح، مجمع الزوائد)

قربانی میں شرکت

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ہم حج کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور ہم فی اونٹ سات آدمی شامل ہوئے۔ ایک شخص نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا گائے میں بھی سات آدمی شامل ہو سکتے ہیں تو جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ گائے بھی اسی حکم میں ہے۔ (مسلم)

سب حصہ داروں کا اہل توحید و سنت ہونا

قربانی میں شرکت کرنے والے تمام حصہ داروں کا اہل توحید و سنت ہونا اور نمازی ہونا ضروری ہے۔ سب کی نیت بھی قربانی کی ہونی چاہیے۔ نذر یا عقیقہ کی نہیں ہونی چاہیے۔

قربانی کے جانور میں عقیقہ کا حصہ

قربانی کا جانور ایک ہے۔ جان ایک ہے۔ چاہیے تو یہ تھا گائے ایک ہی

کی طرف سے قربان ہوتی لیکن گائے اور اونٹ کی قربانی میں سات حصوں کا ہونا اللہ کی خاص مہربانی ہے۔ اسکی وضاحت حدیث میں موجود ہے عقیقہ یا نذر میں سات حصوں کی وضاحت حدیث میں نہیں ہے۔ (فتاویٰ علمائے حدیث' فتاوی اہلحدیث)

قربانی کا مقرر شدہ جانور

قربانی کے لئے مقرر کیا ہوا جانور نہیں بیچنا چاہیے اگرچہ اس کی قیمت سے دوسرا جانور خرید کر قربانی کرنے کی نیت ہو۔ (مسند احمد)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بختی اونٹ قربانی کے لئے مقرر کیا اسکی قیمت تین سو اشرفی ملتی تھی انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا' کیا میں اسے بیچ کر دوسرا اونٹ قربانی کے لئے خرید لوں۔ تو آپ نے فرمایا کہ اسی کو ذبح کرو۔ (ابو داؤد)

قربانی کے مقرر شدہ جانور کا دوسرے جانور سے تبادلہ بھی جائز نہیں۔ (تلخیص)

قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید اور سینگوں والے دو مینڈھوں کی قربانی کی۔ آپ ﷺ نے انہیں اپنے ہاتھ سے ذبح کیا۔ (بخاری)

قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے اگر یہ نہیں تو کم از کم ذبح کے وقت پاس موجود رہے۔ (فتح الباری و نووی شرح مسلم)

ذبح کا وقت

قربانی نمازِ عید کے بعد کرنی چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے نماز عید سے پہلے قربانی کر لی وہ دوبارہ قربانی کرے۔

(مسلم، ابن ماجہ)

ذبح کرنے کا طریقہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کے جانور کو قبلہ کی طرف لٹا کر اور جانور کی گردن پر پاؤں رکھ کر یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ○ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ○ اَللّٰھُمَّ لَکَ وَ مِنْکَ عَنْ...... بِسْمِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ اَکْبَرُ

میں اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا میں سب سے الگ ہو کر صرف اللہ کی عبادت کرتا ہوں اور میں مشرکوں سے نہیں ہوں۔ بلا شبہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ کے لئے ہے جو جہانوں کا پالنے والا ہے، جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ اے اللہ تیری طرف سے ہے اور تیرے لئے ہے، ____ کی طرف سے۔ اللہ کے نام سے (ذبح کرتا ہوں) اللہ بہت بڑا ہے۔ (ابو داؤد صحیح ابن خزیمہ، مسند احمد)

نوٹ : اوپر دعا میں عن کے بعد قربانی کرنے والے کا نام لینا چاہیے بعض احادیث میں فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کے بعد عَلٰی مِلَّۃِ اِبْرَاہِیْمَ کے الفاظ بھی ملتے ہیں۔ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ تک الفاظ ذبح سے پہلے کھڑے ہو کر پڑھنے چاہییں اور پھر بِسْمِ اللّٰہِ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھ کر جانور کو لٹا کر جھک کر تیزی سے چھری پھیر دینی چاہیے۔ قربانی سارے گھر والوں کی طرف سے ہو تو اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنَّا بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھ کر ذبح کرنا چاہیے۔

چھری تیز کرنا

جانور ذبح کرنے سے پہلے چھری کو اچھی طرح تیز کر لینا چاہیے۔ (ابن ماجہ)
جانور کے سامنے چھری کو تیز نہیں کرنا چاہیے گویا کہ اس طرح کرنا جانور کو دو دفعہ مارنا ہے۔ (مستدرک الحاکم) جنگل' سفر یا گھر میں چھری وغیرہ دستیاب نہ ہو سکے تو ناخن اور دانت کے سوا کوئی بھی دھار والی چیز استعمال ہو سکتی ہے۔ (بخاری)

اونٹ کو نحر کرنے کا طریقہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ اونٹ کو لٹا کر ذبح نہیں کرتے تھے بلکہ اونٹ کا بایاں پاؤں اچھی طرح باندھ کر اور باقی تینوں پاؤں پر کھڑا کر کے نحر کیا کرتے تھے۔ (بخاری' مسلم' ابو داؤد' نیل الاوطار)

دودھ دینے والے جانور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ دینے والے جانوروں کو ذبح کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (منتخب کنز العمال جلد/2)

قربانی کے ایام

پہلے دن قربانی کرنا افضل ہے اس کے علاوہ باقی تین دنوں میں جائز ہے۔ صحابی رسول حضرت جبیر بن مطعم بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کُلُ اَیَّامَ تَشْرِیْقِ ذِبْحٌ (رواہ احمد، نیل الاوطار) "تمام ایام تشریق ذبح کے دن ہیں۔" ایام تشریق سے مراد عید کا دن اور اسکے بعد تین دن ہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ مسلم کی شرح میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ اَیَّامَ تَشْرِیْقِ یَوْمُ الْاَضْحٰی وَ ثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ بَعْدَہٗ "ایام تشریق سے مراد عیدالاضحیٰ کا دن اور تین دن اس کے بعد کے ہیں۔ (بحوالہ نیل الاوطار) حافظ عماد الدین ابن کثیر نے بھی تیرھویں تاریخ تک قربانی کا جواز اور حکم شرعی ہونا بتلایا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

ہر سال قربانی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس سال مدینہ منورہ میں رہے اور قربانی کرتے رہے۔ (مسند احمد)

قربانی سفر کی حالت میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کی حالت میں بھی قربانی کی۔

(منتخب کنز العمال)

میت کی طرف سے قربانی

میت کی طرف سے قربانی کرنے میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ خان مدنی مدظلہ العالی اس سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ دلائل کی رو سے راجح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ میت کی طرف سے قربانی کرنا درست ہے اس بارے میں وارد مرویات پر نگاہ ڈالنے سے حقیقت منکشف ہو جاتی ہے ان میں یہ ذکر ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل بیت اور اپنی امت کے ہر شخص کی طرف سے قربانی کی جو توحید و سنت کے اقراری تھے۔ ظاہر ہے آپ کی امت میں سے بہت سے لوگ آپ کے عہد میں موجود تھے اور کچھ آپ کی زندگی ہی میں وفات پا چکے تھے۔ بلا شبہ امت میں دونوں طرح کے افراد داخل ہیں یہ حدیث بہت سے محدثین نے متعدد سندوں سے کئی ایک صحابہؓ سے نقل کی ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت جو مسند احمد، صحیح مسلم اور سنن ابی داؤد میں مروی ہے، میت کی طرف سے قربانی کے مستحب ہونے کے لئے کافی ہے۔ دیگر صحابہ کرامؓ کی روایات بھی اس کی موید ہیں۔ ان سب سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی انسان اپنی طرف سے اپنے اہل و عیال گھر والوں اور میت کی طرف سے قربانی کرے تو جائز ہے۔ اس عموم میں والدین داخل ہیں چاہے زندہ ہوں یا وفات پا چکے ہوں۔ صاحب مرقات نے ابن الملک سے نقل کیا ہے کہ یہ حدیث میت کی

طرف سے قربانی کرنے کے جواز پر دلالت کرتی ہے۔

امام نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے ان لوگوں نے استدلال کیا ہے جو قربانی اور اس کے ثواب میں اپنے علاوہ دوسروں کو بھی شریک کرنے کے قائل ہیں۔ یہی ہمارا اور جمہور کا مذہب ہے۔ امام ثوری رحمہ اللہ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے مقلدین اسے مکروہ قرار دیتے ہیں۔

مذکورہ بالا احادیث سے اس کی تردید ہوتی ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ میرے نزدیک اولیٰ یہ ہے کہ میت کی طرف سے صدقہ کرے قربانی نہ کرے۔ اگر قربانی کرے تو اس میں سے خود کچھ نہ کھائے بلکہ سب صدقہ کر دے لیکن حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے مسکینوں کو بھی کھلاتے' خود بھی کھاتے اور اپنے اہل و عیال کو بھی کھلاتے تھے۔ دوسروں کو بھی اس قربانی کا گوشت کھانے کھلانے کا حکم دیتے تھے۔

علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر قربانی صرف میت کی طرف سے کی جا رہی ہو اور اس میں زندہ لوگ' شریک نہ ہوں تو یہ فقراء مساکین کا حق ہے جیسا کہ امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔ (ملاحظہ ہو غنیۃ الالمعی)

صاحب تحفہ الاحوذی علامہ مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ فاذا ضحی الرجل عن المیت منفردا فلاحتیاط ان یتصدق بھا کلھا'

یعنی جب آدمی میت کی طرف سے قربانی کرے تو احتیاط اس میں ہے کہ جانور کا سارا گوشت وغیرہ صدقہ کر دے۔ اس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے: اوصانی ان اضحی عنہ فانا اضحی عنہ (ابو داؤد' ترمذی) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میں آپ ﷺ کی طرف قربانی کرتا رہوں اور میں آپ ﷺ کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔

موضوع ہذا پر یہ حدیث نص ہے لیکن اس کی سند کمزور ہے۔ البتہ علامہ احمد شاکر نے مسند احمد 152/2 کی تعلیقات میں اس کی سند کو صحیح قرار دیا۔ صاحب مرقاۃ نے اس دعویٰ سے موافقت نہیں کی۔ (تفصیل دلائل کے لئے ملاحظہ ہو۔ غنیۃ الالمعی)

کتاب ہذا المعجم الصغیر للطبرانی کے اخیر میں عربی زبان میں چھپی ہوئی ہے۔ (بحوالہ "تنظیم اہلحدیث" 31 مئی 1991ء)

قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدائے اسلام میں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے اور کھانے سے منع فرما دیا تھا۔ اس کے بعد دوسرے موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اب کھاؤ اور توشہ بناؤ اور بے شک ذخیرہ بھی کر سکتے ہو۔ (بخاری' مسلم' موطا امام مالک)

جانور کی بجائے پیسے

قربانی کی رقم کسی دوسری جگہ خرچ کرنے سے نہ قربانی کا ثواب مل سکتا ہے اور نہ اس کا بدل بن سکتا ہے۔ (دار قطنی)

عورت کا ذبیحہ

مسلمان عورت قربانی کے جانور کو اپنے ہاتھ سے ذبح کر سکتی ہے عورت کا ذبیحہ حلال ہے۔ (بخاری' فتح الباری)

قربانی کی کھالیں اور ان کا مصرف

1- قربانی کی کھال یا گوشت قصاب کو اجرت میں نہیں دینا چاہیے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میں گوشت اور چمڑا مسکینوں کو تقسیم کردوں اور قصاب کو ان میں سے معاوضے میں کچھ نہ دوں۔ (ابن ماجہ)

کھال کی قیمت اپنے مصرف میں لانا جائز نہیں۔ (رواہ البیہقی)

البتہ کھال کا جائے نماز وغیرہ بنا کر استعمال کیا جا سکتا ہے۔

حدیث میں قربانی کی کھالوں کے بارے میں صدقہ کرنے کا حکم ہے اور صدقات کے مستحق فقراء و مساکین' حاجتمند اور تنگ دست لوگ ہیں اور وہ لوگ جو دین کی خاطر بند ہیں' سفر نہیں کر سکتے' تجارت نہیں کر سکتے' سفر سے دینی کام رکتا ہے' لہٰذا دینی مدارس کے طلبہ اور مدرسین بھی اس کے مستحق ہیں۔

المختصر چرمہائے قربانی کا بہترین مصرف غرباء' مساکین اور دینی مدارس کے طلباء ہیں۔

چشمہ رحمت

ترتیب و تدوین: پروفیسر حافظ محمد فاروق

یہ کتاب قرآن و حدیث کی روشنی میں قرآن کے فضائل و خصوصیات اور قرآن کی سولہ سورتوں، سورہ فاتحہ، بقرہ، آلِ عمران، کہف، مریم، طہٰ، یٰسین، رحمٰن، واقعہ، ملک، فجر، تکاثر، کافرون، اخلاص، فلق اور ناس کے فوائد و ثمرات اور صبح و شام کی مسنون دعاؤں کا خوب صورت مرقع ہے۔ اس کے مطالعے کے بعد قاری کے دل میں ان شاء اللہ قرآن مجید کی ان سورتوں کو پڑھنے اور یاد کرنے کا شوق پیدا ہوگا۔ ایک سال میں اس کتاب کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں جس سے کتاب کی افادیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

تمام اسلامی کتب خانوں پر دستیاب ہے

☼ قیمت: 36 روپے ☼ بذریعہ ڈاک منگوانے کیلئے پتہ

قرآن سنٹر۔ 36۔ پونچھ روڈ، اسلامیہ پارک، لاہور

1736

تیرہ سورہ شریفہ

پروفیسر حافظ محمد فاروق ایم اے ایس سی - بی ایڈ

اس کتاب میں قرآن مجید کے فضائل، قرآن مجید کی تیرہ سورتیں ——— سورہ الفاتحہ، الکہف، یٰسٓ، الرحمٰن، واقعہ، ملک، مزمل، فجر، تکاثر، کافرون، اخلاص، فلق، اور الناس - ان سورتوں کا ترجمہ اور صبح و شام کی مسنون دعائیں شامل ہیں - سفر و حضر میں یہ کتاب انتہائی مفید ہے -

ایک سال میں اس کتاب کے سات ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں

آٹھواں ایڈیشن عنقریب منظرِ عام پر آرہا ہے -

☆ بہترین کمپیوٹر کتابت ☆ اعلیٰ سفید و معیاری کاغذ
☆ صفحات ۹۲ ☆ قیمت ۵۰ روپے

قرآن سنٹر، ۳۶ پونچھ روڈ، اسلامیہ پارک، لاہور

اسی مصنف کے قلم سے

- چشمہ رحمت
- نیکیوں کا موسم بہار
- تیرہ سورہ شریفہ
- فلسفہ عید قرباں
- منکرات
- توضیح سورۃ العصر

تمام اسلامی کتب خانوں پر دستیاب

AL QAMAR ARTS LAHORE 7243742 - 6308315